دوست ودشمن کو پہچاننے کی ضرورت!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امریکہ کو روئے زمین پر کہیں بھی مسلمانوں کا اتحاد واتفاق اور حکومت وعوام کا باہمی تعلق واعتماد قطعاً برداشت نہیں، اس لیے مصر، شام، لیبیا، تیونس کے علاوہ عراق، افغانستان کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی حکومت وعوام کو دست وگریباں کرنے، ان کو آپس میں لڑانے، خانہ جنگی کی فضا پیدا کرنے میں ہی ہمیشہ وہ اپنی ناپاک سازشیں اور گھناؤنی کارروائیاں کرتا رہا ہے۔ اس لیے اس نے پاکستانی حکومت اور تحریک طالبان کے درمیان ہونے والے اس امن معاہدے کو سبوتاژ کرنے کے لیے ۲۶/ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ، یکم نومبر ۲۰۱۳ء بروز جمعہ کو ڈرون حملہ کرکے حکیم اللہ محسود کو چھ ساتھیوں سمیت شہید کردیا ہے۔

حالات اور واقعات بتاتے ہیں کہ امریکہ دنیا بھر میں بالعموم اور اسلامی دنیا میں بالخصوص یہ نہیں چاہتا کہ امن وامان یا سکون واطمینان ہو، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں میں انتشار وافتراق رہے، ان میں باہم لڑائی جھگڑے ہوتے رہیں، فتنہ وفساد کی فضا قائم رہے، تاکہ مسلمانوں کی افرادی ومادی قوت وطاقت باہم ٹکرا کر پاش پاش ہوجائے اور اگر کہیں حالات امن وسکون کی طرف جارہے ہوں یا کسی امن معاہدے کی بازگشت سنائی دے تو وہاں خود ہی اپنے لاؤلشکر سمیت اُن پر چڑھائی کردیتا ہے، اس لیے کہ ہمیشہ سے اس کی عادت رہی ہے کہ وہ خودغرض اور لالچی انسان کی طرح اپنی غرض اور ہوس کے حصول کے لیے ایک پلان بناتا ہے، اس کے لیے جھوٹی، من گھڑت باتیں اور کہانیاں گھڑتا ہے، پھر اپنے اہداف اور اغراض کے حصول کے لیے خود بھی اور اپنے ایجنٹوں کو بھی حرکت میں لاتا ہے، جیسا کہ روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب مجاہد منصوری نے

اپنے کالم بنام ''۱۱/ ۹ اینڈ نیو ورلڈ آرڈر اور پاکستان'' میں لکھا ہے:

''.........۱۱/ ۹ اینڈ نیو ورلڈ آرڈر'' میں نائن الیون اور پرل ہاربر پر جاپانی حملے میں مماثلت کا جائزہ ۱۱/ ۹ کے امریکی محققین کی تحقیق اور اٹھائے گئے سوالات کی روشنی میں لیا گیا ہے، جس میں اس تاریخی حقیقت کا پردہ چاک ہوتا ہے کہ امریکی نیول انٹیلی جنس نے امریکہ کے براہِ راست جنگ میں کودنے کا جواز پیدا کرنے کے لیے جاپانیوں کو ''قابل یقین'' ذرائع سے یہ جعلی اطلاع پہنچائی کہ امریکہ جاپان پر بڑا حملہ کرنے والا ہے، جس پر جاپان نے ''دشمن کے حملہ سے پہلے حملہ'' کی جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے امریکی بندرگاہ پرل ہاربر پر حملہ کیا، جس نے امریکہ کو جاپان پر ایٹم بم کی قیامت برپا کرنے کا جواز بھی پیدا کردیا۔ یہ انکشاف امریکہ کے سرکاری ریکارڈ کی بے نقابی سے ہوا۔ گویا امریکہ جاپان کو اس پوزیشن میں لے آیا کہ وہ امریکہ کو کہے ''آ بیل مجھے مار''......'' (۲۸رذوالحجہ ۱۴۳۴ھ، ۳رنومبر ۲۰۱۳ء، بروز اتوار، روزنامہ جنگ کراچی)

یہی وجہ تھی کہ امریکہ نے عراق پر چڑھائی کرنے سے پہلے اس کو کویت پر حملے کے لیے اُکسایا، جب عراق نے کویت پر چڑھائی کردی تو کویت کی مدد کے نام پر کویت اور سعودی عرب سے مال بٹورا۔ سعودی عرب میں فوجی ہوائی اڈوں کے نام پر پنجے گاڑ لیے۔ عراق میں کیمیائی مواد کی موجودگی کا جھوٹ بول کر عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور آج تک وہاں دھماکے اور حملے جاری ہیں۔ بالکل اسی طرز پر نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے نام پر افغانستان پر یلغار کردی اور آج تک وہاں موجود ہے۔

اسی طرح عراق اور افغانستان کی بربادی کے بعد امریکہ نے چاہا کہ پاکستان پر حملہ کیا جائے، اب اس کے لیے کوئی جواز چاہیے تھا تو اس نے اس وقت حکمرانوں کو باور کرایا کہ ہمارے اور تمہارے متفقہ دشمن اور باغی سرزمین پاکستان کے علاقے جنوبی وزیرستان اور وانا میں چھپے ہوئے ہیں، ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ پاکستان کے ضمیر فروش حاکم پرویز مشرف نے ان عالمی مکاروں اور دغابازوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ملکی سالمیت کو داؤ پر لگا کر پاک فوج کے جوانوں کو زبردستی آزاد قبائل میں گھسادیا، ان کے گھروں اور دکانوں کو منہدم کرانے کے علاوہ وہاں کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کرایا۔

قبائلی علاقے کی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے کبھی قوت وطاقت اور اسلحے کے زور پر کسی کی غلامی قبول نہیں کی۔ انگریز بہادر پہلے بھی کئی بار ان پر زور آزمائی کرچکا ہے، مگر ہر دفعہ اسے منہ کی

کھانی پڑی اور سوائے کف افسوس ملنے کے اسے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس لیے کہ قبائلی عوام خالص اور پکے مسلمان ہیں ۔ انہیں اسلام، قرآن اور اللہ کے دین کے ساتھ سچی محبت ہے ۔ وہ ہمیشہ سے چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ ہو، اس لیے انہوں نے پاکستان بنتے وقت اس میں شمولیت اختیار کی تھی ۔ پاکستان کے حکمرانوں نے ہمیشہ ان سے جھوٹے وعدے کیے، لیکن اس کے باوجود وہ شروع سے ہی رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پاکستانی سمجھتے اور کہتے رہے ہیں اور آج بھی وہ پاکستان سے وفاداری کا دم بھرتے ہیں ۔

امریکہ نے جب افغانستان پر حملہ کیا اور پاکستانی حکمرانوں نے محض ایک فون کال پر ڈھیر ہو جانے کے بعد امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو ایک محترم صحافی نے اس وقت لکھا تھا کہ پاکستان کی ڈھال اور دفاعی قوت کے چار ستون ہیں: ایک افغانستان میں اس وقت امیر المؤمنین ملا عمر کی حکومت ۔ ۲: آزاد قبائل جو ہمیشہ آزادانہ اور رضا کارانہ طور پر پاکستان کی دفاعی لائن ثابت ہوئے ۔ ۳: پاکستان کا مذہبی طبقہ جو ہمیشہ سے پاکستان کی سلامتی اور ملکی بقا کی ضمانت ہے ۔ ۴: پاکستان کی مسلح افواج جن کی ملکی سلامتی کے لیے قربانیاں تاریخ کا سنہری حصہ ہیں ۔ حکومت امریکی دوستی کے نشے میں انہیں ایک ایک کر کے ڈھا رہی ہے، نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک وقت آئے گا پاکستان کے لیے اپنا دفاع بھی مشکل ہو جائے گا ۔ لیکن اُس وقت کے حکمرانوں نے کسی کی نہیں سنی، بلکہ اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر نہ صرف یہ کہ ایک ایک کر کے ان ستونوں کو کمزور کیا اور گرایا، بلکہ اس سے بڑھ کر تمام ملکی مفادات کا سودا کیا، اس کی خودمختاری اور سالمیت کو بھی داؤ پر لگا دیا، اس لیے کہ انہوں نے ہی ان اعدائے اسلام کو لاجسٹک سپورٹ مہیا کی، ان کو اپنے اڈے فراہم کیے، اپنے ہی لوگوں کو گرفتار کر کے ان کے حوالہ کیا، ملک کا اسلامی تشخص بگاڑا، ملک کو لاقانونیت اور دہشت گردی کی دلدل میں دھکیلا، ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کو پامال کیا اور اپنے آقاؤں کو ڈرون حملے کرنے کی راہ دکھائی ۔

امریکہ کی یہ عادت رہی ہے کہ جب بھی حکومت پاکستان اور آزاد قبائل کے عمائدین کے درمیان کوئی معاہدہ ہونے لگتا ہے تو وہ ان مذاکرات اور اس کے نتیجے میں ہونے والے معاہدہ کو سبوتاژ کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی کارروائی کرا دیتا ہے، مثلاً:

۱۸ / جون ۲۰۰۴ء کو اس وقت جب کہ طالبان کے کمانڈر نیک محمد اور پاکستانی حکام کے مابین شکئی امن معاہدہ ہو چکا تھا اور پاک فوج کے ایک افسر نے اس خوشی میں ان کے گلے میں پھولوں کے ہار بھی ڈالے، لیکن امریکہ نے ڈرون حملہ کر کے کمانڈر نیک محمد کو شہید کر دیا اور اس پر جرأت یہ کہ پاکستانی حکومت کو مجبور کیا گیا کہ وہ کہے کہ یہ حملہ ہم نے کیا ہے ۔ اس جھوٹ کا پول دو سال بعد اس وقت کھلا جب مغربی ذرائع ابلاغ نے تصدیق کی کہ یہ ڈرون حملہ امریکہ نے ہی کیا تھا ۔

اسی طرح ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۶ء میں مذاکرات کے نتیجے میں تحریک نفاذِ شریعت محمدی اور حکومت کے درمیان معاہدہ ہونے والا تھا کہ اسی دن علی الصبح وہاں کے مدرسہ ضیاء العلوم تعلیم القرآن کے معصوم طلبہ پر میزائل حملہ کرکے مدرسہ کی عمارت، اس کے مہتمم سمیت ۸۰ طلبہ کو شہید کردیا۔ آزاد ذرائع کی اطلاعات کے مطابق یہ حملہ بھی امریکہ نے ہی کیا تھا، لیکن پاکستان کے اس وقت کے حکمرانوں سے کہلوایا گیا کہ یہ حملہ ہم نے کیا ہے۔

اسی کے تقریباً دس دن بعد ۹/نومبر ۲۰۰۶ء کو زیرتربیت ۴۳/فوجی جوانوں کو ایک خودکش بمبار کے ذریعہ ابدی نیند سلادیا گیا، تاکہ پاکستانی عوام کو باور کرایا جاسکے کہ دیکھو! یہ فوج کے خلاف اس حملے کا ردِعمل ہے، الغرض دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور بدنام بھی انہیں ہی کیا گیا۔

پھر ۱۶/اگست ۲۰۰۹ء کو ڈرون حملہ کرکے تحریک طالبان کے سربراہ امیر بیت اللہ محسود کو شہید کیا گیا، جبکہ وہ وزیرستان کے علاقے زنگر میں موجود تھے۔

۷/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو تحریک طالبان کے ایک راہنما قاری حسین کو بھی ڈرون حملہ کرکے شہید کیا گیا۔

اسی طرح مولوی نذیر کو انگور اڈا کے علاقے میں نشانہ بنایا گیا، جو پاکستانی حکومت کے حامی تصور کیے جاتے تھے، مولوی نذیر کے بھائی حضرت عمر کو بھی اکتوبر ۲۰۱۱ء میں ڈرون حملے میں شہید کیا گیا۔

۲۹/مئی ۲۰۱۳ء میں تحریک طالبان کے اہم کمانڈر ولی الرحمن کو میران شاہ کے علاقے چشمہ میں ان کے چھ ساتھیوں سمیت نشانہ بنایا گیا۔ اس لیے پاکستان کے وزیرداخلہ جناب چوہدری نثار اس تازہ ترین حملے (جس میں حکیم اللہ محسود کو شہید کیا گیا) کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ:

> ”یہ حکیم اللہ محسود کا قتل نہیں ہے، بلکہ امن کی کوششوں کا قتل ہے۔ یہ چھپ کر امن کے عمل پر گولی چلائی گئی ہے۔ علاقے میں امن کا قتل ہے۔ یہ جنگ ہماری نہیں تھی۔ نیویارک ٹاور پر حملہ ہوا، اس کے بدلے میں افغانستان پر حملہ کردیا گیا............انہوں نے کہا کہ منصب سنبھالنے کے چند ہفتے بعد امریکیوں سے رابطہ ہوا۔ اس حوالے سے امریکی سفیر نے ملاقات کے لیے وقت مانگا تو ان کو بتایا گیا کہ ہمارے ڈرون حملوں پر شدید تحفظات ہیں۔ ہمارا موقف پہنچادیں کہ امن کے لیے ڈرون حملے بند کرادیں، ورنہ حالات مزید خراب ہوں گے۔ امریکی سفیر کو بتایا کہ دل وجان سے طالبان کے لیے مذاکرات کرنا چاہ رہے ہیں، دوسرا کوئی بھی فیصلہ آپ کے کہنے پر نہیں کریں گے۔ ان پر واضح کیا کہ اگر آپ نے تحریک طالبان پاکستان پر کوئی بھی حملہ کیا تو آپ کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہوجائے گی۔ آپ کے ذمہ بات آئے گی کہ آپ امن

نہیں چاہتے ہیں..........قوم کے مستقبل کا یہ مشکل ترین مرحلہ ہے ۔ کئی دشمن ہیں، کئی دوست نما دشمن ہیں ۔ مذاکرات کے لیے ماحول بنتا ہے تو پاک فوج کے اعلیٰ افسران اور نوجوانوں کو شہید کر دیا جاتا ہے، چرچ پر حملہ ہو جاتا ہے اور دوسری جانب سے ذمہ داری قبول کر لی جاتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جنرل کیانی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے معمول کی حرکت بھی روک دی ہے، تاکہ امن کی کوششوں کو خطرہ نہ ہو ۔ افواجِ پاکستان اس حد تک امن کے لیے خواہاں ہیں، تاکہ امن کی کوششوں کو زک نہ پہنچے، لیکن اب جب پھر امن کے لیے حالات بہتر ہوئے تو ڈرون حملہ کر دیا گیا..........طالبان کے بھی بے گناہ لوگ مر رہے ہیں ۔ مدرسوں میں بزرگ مر رہے ہیں ۔ خواتین مر رہی ہیں ۔ جن لوگوں کی وجہ سے جنگ شروع کی وہاں امن ہے ۔ امریکا میں امن ہے، ہم نے کون سا قصور کیا ہے کہ ہم امن کی کوششیں کریں اور آپ حملے کریں ۔ بطور مسلمان جو میں جانتا ہوں امن کی راہ تلاش کرنا افضل ترین کام ہے ۔ یہاں بھی لوگ بہت شہید ہوئے، مساجد میں حملوں میں شہادتیں ہوئیں، فوج کے افسران و جوان مارے گئے، لیکن امن کی خاطر صبر سے کام لیا گیا ۔ اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا ۔ پاکستان کی سیاسی قیادت اور عوام نے دُکھ اٹھائے ۔ افواج نے درگزر سے کام لیا، عوام نے، ماؤں نے امن کے لیے درگزر سے کام لیا ۔ پاکستان نے برداشت کیا، پوری قوم نے برداشت کیا ۔“

(۲۸/ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ، ۳/نومبر ۲۰۱۳ء، بروز اتوار، روزنامہ جنگ کراچی)

قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کی انتھک محنت اور جہدِ مسلسل کے نتیجے میں اے پی سی بلائی گئی اور پاکستان کی تمام سیاسی، مذہبی اور دینی جماعتوں کے علاوہ آزاد قبائل کے معززین نے متفقہ طور پر کہا کہ حکومتِ پاکستان اور تحریک طالبان کے درمیان امن کی خاطر مذاکرات ہوں اور مذاکرات کے لیے کوششیں ہو ہی رہی تھیں کہ امریکہ نے یہ ڈرون حملہ کر دیا ۔ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کے غم و غصے کے علاوہ علمائے کرام نے بھی اس امریکی دہشت گردی اور ظلم و بربریت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نیٹو سپلائی بند کرے، امریکی ڈرون مار گرائے ۔ امریکہ پاکستان میں خانہ جنگی چاہتا ہے، حکومت قومی حمیت کے لیے دلیرانہ اقدامات کرے ۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا سلیم اللہ

خان، مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی محمد تقی عثمانی، ڈاکٹر شیر علی شاہ، قاری حنیف جالندھری اور دیگر اکابر علمائے دیوبند نے ایک بیان میں کہا کہ امریکا کی طرف سے پاکستان کی خودمختاری کو پامال کرتے ہوئے ڈرون حملوں کی جو دہشت گردی سالہا سال سے جاری ہے، جس میں ہزاروں مردوں، عورتوں اور بچوں کو دہشت و بربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے، اس کی مذمت تو روزِ اول سے جاری ہے، لیکن تازہ ترین ڈرون حملہ پاکستان اور اس کے عوام کے خلاف دشمنی کا بدترین مظہر ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ حکومت اور تحریک طالبان کے درمیان امن کے مذاکرات شروع ہونے جارہے تھے اور اس راہ کے بہت سے مرحلے طے کرلیے گئے تھے اور خاص طور سے وزیر داخلہ چوہدری نثار صاحب نے اس مقصد کے لیے جس ثابت قدمی سے کوششیں کیں، وہ قابل تعریف ہیں۔ اس موقع پر جبکہ قوم کو سالہا سال کی خانہ جنگی سے نجات کی توقعات قائم ہورہی تھیں، تحریک طالبان کے لیڈر کو نشانہ بنا کر ڈرون حملہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امریکا ہر قیمت پر پاکستان میں بدامنی اور خانہ جنگی کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ وقت آگیا ہے کہ اب قومی حمیت کے تحت دلیرانہ اقدامات کیے جائیں۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس شرانگیز اقدام کی زبانی مذمت اور اس پر رسمی احتجاج پر اکتفا نہ کرے، بلکہ اس کا عملی جواب دیتے ہوئے نیٹو سپلائی بند کرے اور افغانستان میں امریکی جنگ میں امریکا کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کلی طور پر ختم کرکے غیرت مندی کا ثبوت دے اور آئندہ پاکستانی حدود میں کوئی ڈرون داخل ہو تو اُسے گرادیا جائے۔ اس قسم کے فیصلوں کے لیے قوم اپنے تمام باہمی اختلافات بھلا کر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائے''۔

(۲۸؍ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ، ۳؍نومبر ۲۰۱۳ء، بروز اتوار، روزنامہ جنگ کراچی)

سوویت یونین کا سرخ ریچھ جب جوبن اور عروج پر تھا، اس وقت اس کا راستہ روکنے کے لیے نیٹو افواج وجود میں آئیں تھیں۔ جہادِ افغانستان اور مجاہدین کی کامیاب گوریلا کارروائیوں کی برکت سے سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اس کا نشہ خاک میں مل گیا۔ اس کے بعد نیٹو افواج میں شامل ممالک کا اجلاس ہوا اور ایجنڈا یہ تھا کہ جس مقصد کے تحت نیٹو بنا تھا، وہ مقصد حل ہوگیا، اب اس پلیٹ فارم کی ضرورت نہیں رہی، لہٰذا اس کو ختم کیا جائے۔ اس وقت امریکہ نے کہا کہ: نہیں،

سوویت یونین اگرچہ ٹوٹ چکا ہے، لیکن یہودیت اور عیسائیت کا مقابل اسلام موجود ہے، لہٰذا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اس پلیٹ فارم کو باقی رکھا جائے۔ اجلاس میں شامل سب ارکان نے اس کی تائید کی۔ اس لیے مدبر اور دانشور حضرات کہتے ہیں کہ نائن الیون کا واقعہ تو بہت بعد میں ہوا، اسلام کو مٹانے اور اس کے مقابلہ کی تیاری کے ناپاک عزائم تو پہلے سے تھے، اس لیے نائن الیون کا ڈرامہ بھی امریکہ کا خود ساختہ ہے، جس کے نتیجہ میں اسلام، اسلامی اقدار اور مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی یہ جنگ عراق اور افغانستان کی تباہی اور بربادی کے بعد پاکستان میں دھکیل دی گئی، اس لیے پاکستانی عوام کو چاہیے کہ آپس کے تمام اختلافات کو بھلا کر اور انہیں پس پشت ڈال کر اسلام اور پاکستان کے دفاع کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور حکومت کا بھی فرض بنتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والے تمام طبقات کا اعتماد اور تعاون حاصل کرے۔ اپنے دوست اور دشمن میں پہچان پیدا کرے، دشمن کی چالوں کو سمجھے اور خودداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے علماء کرام کی ان تجاویز پر عمل کرکے اپنے ہی روٹھے ہوئے ان طالبان بھائیوں کے زخموں پر مرہم رکھے، ان کے جائز مطالبات تسلیم کرے اور اپنے آپ کو فی الفور غیروں کی جنگ سے باہر نکالے۔

خدماتِ جامعہ کا تسلسل

اس سال ستمبر ۲۰۱۳ء کے مہینہ میں بلوچستان کے مغربی علاقے ضلع آواران میں قیامت خیز زلزلہ آیا، جو دنیا کی تاریخ کا ایک شدید ترین زلزلہ شمار کیا گیا۔ اس ہولناک زلزلے نے سینکڑوں لوگوں کے گھر اُجاڑ دیئے، بچے یتیم ہوئے اور عورتیں بیوہ ہوئیں۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مجلس شوریٰ نے اس موقع پر بھی صوبہ بلوچستان، ضلع آواران کے اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کا فیصلہ کیا اور اصحاب خیر کے تعاون سے امدادی کام کا سلسلہ شروع کردیا۔

سرِ دست تین سو (۳۰۰) خیموں کا انتظام کیا گیا اور جامعہ کے اساتذہ کا ایک وفد ۲۸؍ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۳؍ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات کو امدادی سامان لے کر آفت زدہ علاقے میں گیا اور وہاں کے مقامی علماء کی معاونت سے اپنے ہاتھوں امدادی سامان متاثرین زلزلہ میں تقسیم کیا اور اس مصیبت میں اپنے بھائیوں کی ڈھارس بندھائی۔ اس وفد میں حضرت مولانا مفتی محمد عاصم ذکی صاحب، مولانا امداد اللہ صاحب اور مولانا فخر الاسلام صاحب دامت برکاتہم شامل تھے۔

جامعہ کے وفد کے اراکین نے علاقہ کے حالات اور زلزلہ سے ہونے والے نقصانات کو بچشم خود دیکھا اور واپس آکر رئیس جامعہ اور انتظامیہ کو آنکھوں دیکھا حال بیان کیا اور وہاں کے جو حالات سنائے، وہ کافی پریشان کن ہیں:

پورے ضلع آواران کی اکثر آبادی منہدم ہوچکی ہے یا اپنی خستہ حالی کی بنا پر رہنے کے قابل نہیں ہے۔ بنا بریں لوگ کھلے آسمان تلے رہنے پر مجبور ہیں اور متأثرین کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو ابھی تک امداد سے محروم ہے، جس کی وجہ بظاہر امن وامان کی مخدوش صورت حال بیان کی جاتی ہے، جبکہ صورت حال ایسی بھی نہیں کہ امدادی سامان متأثرین تک نہ پہنچ سکے۔ شاید لوگوں نے بھی میڈیا کی باتوں سے متأثر ہوکر ان متأثرین کی امداد سے ہاتھ روک لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میڈیا نے زلزلہ زدگان کی امداد اور تعاون کے بارے میں اپنی ذمہ داری اس انداز سے پوری نہیں کی جس انداز سے اسے کرنی چاہیے تھی۔

مذکورہ علاقوں میں آواران تک کافی امداد پہنچی تھی، مگر آگے مشکئی علاقہ (جو کہ سب سے زیادہ متأثر تھا) وہاں لوگ جانے سے کترارہے تھے۔ خاص طور پر مشکئی کا شہر، گجر اور نوک جو اور جیبری جیسے علاقہ میں شاید ایک گھر بھی صحیح سالم حالت میں نہیں بچا۔

جامعہ کا ایک اور وفد عنقریب تین ہزار کمبل، مساجد اور لوگوں کے رہنے کے لیے خیمے اور دیگر سامان لے کر متأثرہ علاقوں کی طرف روانہ ہوگا۔ زلزلہ زدگان کی امداد کا یہ سلسلہ آگے بھی جاری رہے گا، ان شاء اللہ! جس میں مساجد ومدارس کا دوبارہ قیام اور گھروں کی تعمیر کا ایک جامع منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

صاحب خیر اور صاحب ثروت حضرات جو اپنی امداد محفوظ راستے اور محفوظ ہاتھوں سے اپنے ان متأثرہ بھائیوں تک پہنچانا چاہیں، وہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ذمہ داران حضرات سے رجوع فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان متأثرہ بھائیوں کی مشکلات کو دور فرمائیں اور ان سے تعاون کرنے والے حضرات کو اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں جہانوں کی فلاح ومسرت سے مالا مال فرمائیں، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ أجمعین